اسلامی شادی
حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوری
شیخ الاسلام اکیڈمی دیوبند

عہدِ رسالتؐ میں سلفِ صالحینؓ کا مزاج و کردار واضح کرنے والی کتاب

اسلامی شادی

تالیف
قاضی اطہر مبارکپوری

باھتمام ایس، اے۔ شمعون القاسمی۔

ناشر
شیخ الاسلام اکیڈمی۔ دیوبند (انڈیا)

ذیلی عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

مولانا قاضی اطہر مبارکپوری مدظلہ العالی کی شخصیت نہ تو علمی دنیا کے لئے محتاجِ تعارف ہے، نہ عوام الناس کے لئے۔ عوام سے مراد اخبار بیں طبقہ ہے۔ جس کے افادہ کے لئے کم وبیش چالیس برسوں سے آپ کے اصلاحی مضامین کا سلسلہ شہر بمبئی کے معروف روزنامہ "انقلاب" میں "جواہر القرآن" اور "احوال و معارف" کے عنوان سے جاری ہے۔ ان کالموں سے استفادہ کرتے ہوئے ایک پوری نسل جوان ہو کر بڑھاپے کی سرحد میں قدم رکھ چکی ہے، حالانکہ مولانا کا خصوصی موضوع تاریخ و تحقیق رہا ہے، چنانچہ اس موضوع پر بھی مولانا کی گرانقدر کتابوں نے نہ صرف ہندوستان و پاکستان میں بلکہ عرب ملکوں میں بھی علمی دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا ہے، نیز پچھلے چند برسوں میں مولانا کو علمی قدر و منزلت کے لئے صدر جمہوریہ ہند اور صدر پاکستان کے ہاتھوں علمی اعزازات بھی حاصل ہو چکے ہیں۔

"اسلامی شادی" مولانا محترم کا مرتب کردہ ایک قابلِ قدر کتابچہ ہے، جس میں مولانا نے نہایت متانت کے ساتھ سادہ طریقہ پر عہدِ رسالت میں سلف صالحین کے اسوہ و عمل کا آئینہ سامنے رکھ دیا ہے، تاکہ مسلمان اس میں اپنا عکس دیکھیں اور اپنے معاشرتی طور طریقوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔

مذکورہ کتابچہ تین سال قبل مولانا نے اس وقت تحریر فرمایا تھا، جب مسلم پرسنل لا ر ملک بھر میں موضوع بحث بنا ہوا تھا، اگرچہ اس دوران بے شمار اچھی اچھی کتابیں بازار میں آچکی ہیں، اب یہ شکوہ تو نہیں کیا جاسکتا کہ اس موضوع پر کتابیں دستیاب نہیں ہوتیں، البتہ ـــــ سوال ان کی افادیت کے عام ہونے اور لوگوں تک پہونچنے کا ہے، بڑی ضخامت والی کتابوں کے مقابلے میں چھوٹے موٹے کتابچوں کی عام افادیت زیادہ قرین قیاس ہے، اور وہ اس طرح کہ صاحب استطاعت لوگ اپنے گھرانوں اور برادری میں ہونے والی شادیوں کے موقعوں پر سرمایہ کا ایک قلیل حصہ اس کی خریداری پر بھی صرف کریں، اور جانبین کی طرف سے چھپوا کر نکاح کی بابرکت مجلسوں میں اس کی تقسیم کا اہتمام فرمائیں اس طریقہ کا فائدہ یہ ہوگا کہ لوگ مجلسوں سے خالی ہاتھ واپس بھی نہ ہوں گے، اور دینی ذوق و مزاج بنانے والی کتابوں کی یہ شمع مجلسوں سے نکل کر گھروں کو بھی روشن کرنے کا سبب بنے گی۔ اس طرح دینی طور طریقوں سے واقفیت کا رجحان بڑھے گا اور ان قطرہ قطرہ کوششوں سے جو دریا وجود میں آئے گا، اس میں لاعلمی سے پیدا شدہ آبار پرستی، دولت پرستی، توہم پرستی اور جاہلیت کے تمام بت اپنے آپ غرق ہوتے چلے جائیں گے۔ یقیناً دینی تعلیم و تربیت کے عام ہونے اور دینی ذوق و مزاج کے پروان چڑھنے سے خاندانوں میں تعلقات کی خوشگواری اور برکتوں کا ظہور بھی ہوگا، جس سے محرومی نے پورے انسانی معاشرہ کو تو مبتلائے مصیبت کیا ہی ہے، بے شمار مسلم خاندانوں کا شیرازہ بھی بکھیر کر رکھ دیا ہے۔

کر رکھ دیا ہے۔

تعمیری و اسلامی ذہن تیار کرنے والی چند نادر کتابیں۔

(۱) حقوق الاسلام	حضرت تھانوی رح
(۲) رسولِ وحدت	علامہ سید سلیمان ندوی رح
(۳) افسانۂ ہجر و وصال	مولانا ابو الکلام آزاد رح
(۴) طریقت، شریعت اور سیاست	حضرت مولانا الیاس صاحب رح
(۵) قرآنی اصولِ انقلاب	مولانا عبید اللہ سندھی رح
(۶) اسلامی شادی	مولانا قاضی اطہر مبارکپوری
(۷) قرآنی فکر انقلاب	مولانا عبید اللہ سندھی۔
(۸) قرآنی جنگِ انقلاب	" " "
(۹) شعور و آگہی	" " "

عام اسلامی کتب ملنے کا پتہ

(۱) شیخ الاسلام اکیڈمی دیوبند۔ ۲۴۷۵۵۴

(۲) اردو لائبریری قاضی پاڑہ بجنور۔ ۲۴۶۷۰۱

(۳) تعمیری اقدام سوسائٹی بجنور۔

(۴) تعمیری اقدام سوسائٹی افضل گڈھ بجنور۔ ۲۴۶۷۲۲

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد ،

اسلام میں شادی بیاہ زوجین کے حقوق اور ازدواجی زندگی کے موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے ، اس مختصر سے رسالہ میں چند احادیث نبویہ اور خیر القرون کے چند واقعات بغیر کسی قسم کے تبصرہ و تمہید کے جمع کر دیئے گئے ہیں جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ مجموعی طور سے شادی بیاہ اور زوجین کے بارے میں خیر القرون کا کیا مزاج رہا ہے اور رشتۂ ازدواج عہد سلف میں کیا حیثیت رکھتا تھا ، اتفاق کی بات ہے کہ یہ رسالہ ایسے وقت میں شائع ہوتا ہے جبکہ ہندوستان میں مسلم پرسنل لا نکاح و طلاق اور عورتوں کے حقوق کے بارے میں حکومت دخل انداز ہونا چاہتی ہے اور کچھ لوگ اسلام کے نمائندے بنکر اس سلسلہ میں حکومت کی طرفداری کر رہے ہیں ۔ ان کا سب سے بڑا حربہ عورتوں کی مظلومیت ہے اس رسالہ میں ایسے بہت سے واقعات اور احادیث موجود ہیں جن سے عورتوں کی بالادستی اور شادی بیاہ میں ان کی خود مختاری معلوم ہوتی ہے ۔ جسے شریعت اسلامیہ نے ان کے حق کے طور پر تسلیم کیا ہے ۔

ضرورت ہے کہ ہم مسلمان نکاح و طلاق اور زن و شوہر کے معاملات میں اسلاف کا طریقہ کریں ، تاکہ ازدواجی زندگی پر سکون باوقار اور خوش وقت گذرے اور دوسرے مذاہب کے لوگ اس بارے میں ہمارے اصول پر عمل کریں ۔

۱۱ صفر المظفر سنہ ۱۴۰۶ھ

قاضی اطہر مبارکپوری
مبارکپور ۔ اعظمگڈھ

اسلامی شادی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم والعاقبۃ للمتقین ؛

نکاح کی ترغیب ضرورت واہمیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ مرد مسکین ہے ۔ مسکین ہے ۔ جس کے بیوی نہیں ہے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ اس کے پاس مال ہو، آپ نے فرمایا کہ ہاں تب بھی وہ مسکین ہے، پھر آپ نے فرمایا وہ عورت مسکینہ ہے، مسکینہ ہے، جس کے شوہر نہیں ہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! اگرچہ اس کے پاس مال ہو، آپ نے فرمایا ہاں تب بھی وہ مسکینہ ہے ۔ (سنن سعید بن منصور صفحہ ۱۲۱)

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ یہ دنیا متاع ہے اور اس کی بہترین متاع نیک عورت ہے (مسلم)

اور آپ نے فرمایا ہے کہ بہترین فائدہ جسے مسلمان اسلام کے بعد حاصل کرتا ہے وہ حسین وجمیل بیوی ہو جسکی طرف وہ دیکھتا ہے تو خوش کر دیتی ہے، اور حکم دیتا ہے تو بجا لاتی ہے، اور شوہر کی عدم موجودگی میں اس کے مال کی اور خود اپنی ذات کی حفاظت کرتی ہے ۔ (سنن سعید بن منصور جزو ثالث ۱۲۱)

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے شادی نہ کرنے کا ارادہ کیا، جب اس کی خبر ان کی بہن ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کو ہوئی تو انہوں نے کہا اے بھائی ! تم شادی کر لو، اگر کوئی بچہ پیدا ہوا اور زندہ رہا تو تمہارے حق میں دعائے خیر کرے گا ۔

ایک مرتبہ حج کے موقعہ پر حضرت عثمانؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میں مقام منیٰ میں ملاقات ہو گئی، حضرت عثمانؓ نے کہا کہ ابو عبدالرحمٰن ! ہم تمہارا نکاح ایک نوجوان لڑکی سے کیوں نہ

کردیں ؛ شاید وہ تمہارے گذشتہ خوش وقت دنوں کی یاد دلاتی رہے ۔ ابن مسعود رض نے کہا کہ اگر آپ کہتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا کہ اے جوانو ! تم میں سے جو شادی کر سکتا ہو وہ شادی کر لے ، کیونکہ وہ نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کا بہترین اور کامیاب ذریعہ ہے ۔ اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا ہے وہ روزہ رکھے ۔ کیونکہ روزہ اس کے لئے بندش اور روک ہے ۔ (مسلم)

عبدالرحمٰن بن یزید رح کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت عبداللہ ابن مسعود رض کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت وہاں علقمہ رح اور اسود رح بھی موجود تھے ۔ میں سب میں نوعمر تھا میں سمجھتا ہوں کہ مجھے دیکھ کر حضرت ابن مسعود رض نے بیان کیا کہ ہم نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے ، ایک مرتبہ آپ نے فرمایا اے نوجوانو ! تم میں سے جس کو شادی کی استطاعت ہو شادی کرے کیونکہ وہ نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے ۔ اور جو ایسا نہ ہو وہ روزہ رکھے ۔ کیونکہ وہ اس کیلئے بندش ہے ۔ (یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں کئی طرق سے مروی ہے)

سعید بن جبیر رح کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رض نے مجھ سے کہا کہ اے سعید ! تم شادی کر لو ، کیونکہ جو ہستی ہم میں سب سے افضل تھی اس کے یہاں سب سے زیادہ بیویاں تھیں (بخاری واستیعاب ص)

مجاہد رح کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رض نے سمیع رح اور کریب رض کو بلا کر کہا کہ تم دونوں اس عمر کو پہونچ گئے ہو جس میں مرد ازدواجی زندگی کے قابل ہو جاتے ہیں ، اسلئے تم میں جو چاہے میں اس کی شادی کر دوں ، جب کوئی شخص بدکاری میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ اسلام کا نور سلب کر لیتا ہے ۔ پھر اسکی مرضی واپس کرے یا نہ کرے (کنز العمال ج ۸ ص ۲۹ طبع قدیم)

ابراہیم بن میسرہ رح کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ امام طاؤس رح نے مجھ سے کہا کہ تم نکاح کر لو ، ورنہ میں تم سے وہی بات کہوں گا جو حضرت عمر رض نے ابوالزوائد سے کہی تھی ، یعنی یہ کہ تم کو نکاح سے یا تو عجز

زنا سے روکتی ہے یا مجرد حرام کاری (المحلی ج ۹ ص ۴۴۰) ہشام بن حجیر نے طاؤس سے ہدایت کی ہے نوجوان کی عبادت جب تک وہ نکاح نہیں کرتا ہے مکمل نہیں ہوتی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا ہے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ دس دن کے بعد مر جاؤں گا اور مجھے نکاح کی استطاعت ہوگی تو نفس کے فتنہ کے خوف سے نکاح کر لوں گا۔

ابو مسلم خولانی رح اپنے قبیلہ کے نوجوانوں سے کہا کرتے تھے کہ تم لوگ اپنی عورتوں اور بیواؤں کی شادی کر دو، کیونکہ شہوت کا ہیجان باعثِ عار ہے۔ اور خوب سمجھ لو کہ شہوت کو کان نہیں ہوتا ہے کہ نصیحت سن سکے۔ (سنن سعید بن منصور ص ۱۲۲ و ص ۱۲۳)

شرائطِ نکاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت سے نکاح چار باتوں کی بنا پر کیا جاتا ہے، دینداری، حسن و جمال مال و دولت، اور خاندانی حسب و نسب، تم دیندار عورت کا انتخاب کرو (بخاری و مسلم) آپ نے فرمایا ہے کہ جب تمہارے پاس منگنی کے لئے ایسا شخص آئے اور جسکی دینداری اور امانت داری سے تم راضی ہو تو اس سے شادی کر دو، اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں بڑا فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ وہ شخص ایسا ویسا ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں (ترمذی)

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ تم شادی میں صرف عورت کے حسن و جمال کو نہ دیکھو، کیونکہ اس کا حسن بہت جلد ختم ہو جائے گا، نہ اس کے مال کو دیکھو، اس کی مالداری اس کو نافرمان بنا سکتی ہے۔ بلکہ عورت سے شادی اسکی دینداری کی وجہ سے کرو، دیندار سیاہ رنگ کی باندی بے دین خوبصورت عورت سے بہتر ہے۔ (سنن ابن منصور ص ۱۲۶)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ اور غلاموں میں سب سے پہلے آپ نے ان کو اپنا متبنّیٰ بنا لیا تھا، اور انکی شادی حضرت زینب بنت جحشؓ سے

سے کی جو عبد المطلب کی نواسی تھیں، اور زید کے طلاق دینے کے بعد امہات المومنین میں آئیں۔ اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کا نکاح اپنی باندی (جن کو آپ ماں کہکر پکارتے تھے) ام ایمن سے کیا جن کے بطن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔ نیز ان کی شادی ام کلثوم بنت عقبہ، دُرّہ بنت ابولہب اور حضرت زبیر بن عوام کی بہن ہندہ بنت عوام سے ہوئی۔ (اصابہ ج ۳ صفحہ ۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا جس کو جنتی عورت سے شادی کرنی ہو وہ ام ایمن سے شادی کرلے، یہ سنکر زید بن حارثہ رض نے اُن سے نکاح کرلیا (طبقات ابن سعد ج ۸ صفحہ ۲۲۴)

حضرت صہیب رومی رض کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جاؤ قبیلہ انصار میں اپنی شادی کی بات کرو۔ قبیلۂ انصار کے لوگوں نے کہا کہ تم غلام ہو، ہم تم سے شادی نہیں کریں گے۔ حضرت صہیب رض نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم نہ دیئے ہوتے تو میں یہاں نہ آتا، لوگوں نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا حکم دیا ہے؟ پھر انہوں نے کہا کہ اب تم کو اختیار ہے اور ان کی شادی کردی۔ (سنن سعید بن منصور صفحہ ۱۴۱)

ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رض بدری صحابی ہیں انہوں نے ایک انصاری عورت کے غلام حضرت سالم رض کو متبنٰی بنایا جو سالم مولی ابوحذیفہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اور ان کی شادی اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ رض سے کردی جو ابتدائی مہاجرین میں سے تھیں۔ اور قریش کی نہایت محترم بیوہ تھیں، اہل قریش کو یہ بات اچھی نہیں لگی، اور انہوں نے کہا کہ حذیفہ نے اپنی بھتیجی کی شادی ایک غلام سے کردی۔

ابوحذیفہ نے کہا کہ میں صرف یہ جانتا ہوں کہ سالم رض ہند رض سے بہتر ہے۔ حضرت حذیفہ کی اس بات پر لوگوں کو ان کے اس فعل سے زیادہ تعجب ہوا۔ (جمع الفوائد بحوالہ بخاری و نسائی صفحہ ۲۱۲)

امام شعبی رح سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی منگنی عرب کے ایک خاندان

میں کی، اور صاف طور سے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ ہم دونوں غلام تھے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزادی دی، ہم گمراہ تھے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی، اگر آپ لوگ ہم سے شادی کریں تو الحمدللہ، اور اگر انکار کریں تو اللہ اکبر، اس کے بعد لوگوں نے ان کی شادی کر دی،
(سنن سعید بن منصور ص۱۲۷)

خود حضرت بلالؓ کے نکاح میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی بہن تھیں،
امام شعبیؒ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے زید بن حارثؓ کا نکاح زینب بنت جحشؓ سے کیا، اور مقدادؓ کا نکاح ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب سے کیا، تاکہ لوگ جان لیں کہ سب سے بڑا شرف اسلام ہے۔ ابراہیم تیمیؒ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے خاندان کی ایک عورت سے کہا کہ میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کسی مسلمان سے شادی کر لو، اگرچہ وہ سُرخ رنگ کا رومی ہو، یا سیاہ رنگ حبشی ہو، (سنن ابن منصور ص۱۶۴)

حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ کہا کرتے تھے کہ میں اپنی لڑکیوں کی شادی ایسے لوگوں سے کروں گا جو حسب و نسب، تعلقات اور دینداری میں میرے کفو ہوں۔ ایک مرتبہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے ان کی لڑکی سے اپنی شادی کا پیغام بھیجا۔ جسے انہوں نے رد کر دیا، لوگوں نے کہا کہ ہشام بن عبدالملک میں یہ سب باتیں موجود ہیں، پھر آپ نے اس کے پیغام کو کیوں رد کر دیا؟ عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ نے جواب دیا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی اس کے باپ (عبداللہ بن زبیرؓ) کے قاتل عبدالملک بن مروان کے بیٹے سے نہیں کروں گا۔ (جمہرۃ نسب قریش ۹۵ ج۱)

مصعب بن ثابتؒ کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ بیٹھا تھا ایک بے حیثیت شریف النسب قریشی جوان نے ان کے پاس آکر سلام کیا، چچا نے جواب دیا پھر اس جوان نے کہا۔ ابوالحارث! میں اپنی شادی کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں ـــ

اس کی بات سے چچا کو سخت ذہنی کوفت ہوئی اور اس کو کوئی جواب نہیں دیا، جوان نے کہا ابو الحارث آپ میری بات کا جواب دیں، چچا نے کہا کہ جو شخص اللہ کے شکر اور اس سے استغفار میں مشغول ہو اس کو تمہاری بات سننے کی فرصت نہیں ہے۔ یہ سنکر وہ جوان چلا گیا۔ (جمہرۃ نسب قریش واخبارہا ص۲۲۲)

ایک مرتبہ مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بصرہ گئے ان کی آمد کی خبر سنکر حضرت عبداللہ بن عباس کے پوتے سلیمان بن علی کے لڑکے ان کے پاس آئے اور اعزاز واحترام کا معاملہ کیا، اس کے بعد کہلایا کہ آپ لوگوں کی ہم قرابت کو اچھی طرح جانتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری پھوپھی اور خالہ کی دو بیٹیوں خدیجہ اور اسماء (یعنی اپنی ان دونوں بیٹیوں) کو ہمیں دیدیں اور فلاں فلاں سے ان کی شادی کر دیں۔ مصعب نے اس کے جواب میں کہا کہ واللہ میں تم لوگوں کی قرابت سے واقف نہیں ہوں، اور مراعتبار سے تم لوگ مجھے پسند ہو مگر میں نہیں چاہتا خاندان والے سمجھیں کہ میں اپنی دونوں بیٹیوں کی نسبت کی تلاش میں بصرہ گیا تھا۔ واپسی کے بعد ہی کوئی جواب دے سکتا ہوں۔

(جمہرۃ نسب قریش واخبارہا ص۶۱۱)

حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ کی موجودگی میں جویریہ بنت ابوجہل سے شادی کا پیغام دیا۔ جب حضرت فاطمہ کو پتہ چلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، اور واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ فاطمہؓ میرے جسم کا حصہ ہے، رسول اللہ کی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی دونوں ایک شوہر کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کے پوتے ابوبکر بن عمرؓ نے ایک قریشی عورت کے پاس اپنا پیغام بھیجا، اس نے کہلوایا کہ شادی کا ارادہ نہیں رکھتی ہوں، اگر ارادہ ہوتا تو آپ ہی سے شادی کرتی، آپ میرے نزدیک بہت مناسب ہیں، اس کے انکار پر ایک شاعر داؤد بن اسلم نے

نے اشعار کہے جن میں آلِ زبیر کی مالداری سخاوت اور کریم النفسی کا تذکرہ اور اس عورت کے انکار پر اظہارِ نفرت تھا۔ ابوبکر بن حمزہ نے اس شاعر کے ساتھ کہلا بھیجا کہ اس عورت نے میرا پیغام ناپسندیدگی کی بناء پر رد نہیں کیا ہے۔ میں تم کو قسم دیکر کہتا ہوں کہ تم اسکی ہجو سے رک جاؤ وہ عورت ذات ہے۔ شاعر نے کہا واللہ اگر آپ درمیان میں نہ پڑتے تو میں ایک سو اشعار میں اس کی ہجو کرتا۔ جب اس قریشی عورت کو یہ باتیں معلوم ہوئیں تو ابوبکر بن حمزہ کے یہاں کہلا بھیجا کہ آپ پیغام دیں میں رد نہیں کروں گی۔ ابوبکر بن حمزہ نے جواب دیا کہ نی الحال ارادہ نہیں ہے۔ تم ہماری ضرورت پوری ہونے تک صبر کرو، اس کے بعد قریش کے ایک مالدار آدمی نے اس عورت سے شادی کی جو اس کے ساتھ بڑی بدسلوکی سے پیش آتا تھا۔ اور وہ کہا کرتی تھی کہ تمہاری دولت سے بہتر ابن زبیر کی کھجور ہے۔ اور شوہر اس کے جواب میں کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے مجھکو تمہارے لئے عذاب بنالیا ہے۔ اس واقعہ کی اطلاع داؤد بن سلم شاعر کو ہوئی تو اس نے پھر چند اشعار کہے۔ (جمہرۃ نسب قریش صفحہ ۶۳ و ۶۴)

داؤد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے خاندان میں اسماء بنت ابوبکر بن عبداللہ سے شادی کی جو نہایت قابل اور باشعور عورت تھی، اسکے انتقال پر مجھے بیحد رنج و غم ہوا۔ اور وحشت سی رہنے لگی۔ میرا یہ حال دیکھ کر میرے والد ابو موسیٰ نے مدینہ کے اہلِ قریش میں اپنی باندی کو بھیجا تاکہ ان کیلئے، میرے بھائی موسیٰ کے لئے، میرے لئے اور گھر کے دیگر لڑکوں کے لئے مناسب رشتہ تلاش کرے۔ پوری معلومات لینے کے بعد والد نے مجھ سے کہا کہ بیٹے! میں نے تمہارے لئے تمہاری مرحومہ بیوی کی چچا زاد بہن اور اس کی شریک نسب ام حسن بنت عبدالملک بن یحییٰ سے رشتہ پسند کر لیا ہے۔ امیر المومنین مہدی مدینہ آنے والے ہیں اسی وقت نکاح ہوجائے گا، چنانچہ امیر المومنین مہدی کا نے مدینہ آکر میرے والد سے کہا کہ کوئی حاجت ہو تو بتائیے والد نے کہا ہاں میں نے اپنی باندی کو قریش میں رشتہ تلاش کرنے کے لئے بھیجا تھا اس نے

میرے لئے اور میرے کئی لڑکوں کے لئے عورتوں کو پسند کرلیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ ہمارا نکاح آپ کی سرپرستی میں ہو۔ مہدی نے کہا کہ میں آپ کی باندی کے انتخاب سے راضی نہیں ہوں اپنی باندی کو بھیجوں گا جو آپ لوگوں کے لئے رشتہ تلاش کرے گی۔ چنانچہ مہدی کی باندی نے تحقیق کی اور ان سب عورتوں نے رضامندی ظاہر کی۔ تو مہدی نے ان کے سرپرستوں کو بلایا۔ اور خطبہ پڑھ کر والد کا اور ابو موسی کا نکاح کیا۔ اس کے بعد دوسرا خطبہ پڑھ کر ہم سب بھائیوں کا نکاح پڑھایا، نکاح خوانی سے فارغ ہونے کے بعد مہدی کے حاجب ربیع نے بھائیوں سے کہا کہ امیر المومنین کے ہاتھ کو بوسہ دو اور ان کا شکریہ ادا کرو، سب حکم بجالائے، البتہ عبد الملک بن یحیٰی نے ربیع سے کہا کہ یہ شکریہ کا کون سا موقع ہے؟ یہ کہکر وہ چلتے بنے۔ مہدی نے ربیع سے پوچھا کہ تم نے کیا کہا اور انہوں نے کیا کہا؟ ربیع نے واقعہ بیان کیا تو مہدی نے کہا کہ انہوں نے صحیح کہا۔ یہ شکریہ کا کون سا موقع ہے۔

(جمہرۃ نسب قریش واخبارہا صفحہ ۹)

نکاح سے پہلے دیکھ لینا

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، ایک آدمی نے آکر کہا کہ میں ایک انصاریہ عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھ لیا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اسکو دیکھ لو کیونکہ قبیلۂ انصار کی عورتوں میں کچھ بات ہوتی ہے، یعنی انصار کے عورتوں کی آنکھیں نسبتہً چھوٹی ہوتی ہیں۔

(صحیح مسلم و مسند حمیدی ج۲ صفحہ ۴۶۹)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی

شادی کی بات کرے کرائے اور عورت کا دیکھنا رغبت کا باعث ہو تو مخطوبہ کو دیکھ لے۔
یہ حدیث بیان کرکے حضرت جابرؓ نے بتایا کہ میں نے بنو سلمہ کی ایک عورت سے شادی کی بات کی تو درخت کی آڑ سے دیکھا تو وہ مجھے بہت پسند آئی اور اسی سے شادی کرلی ۔
حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے شادی کی بات کی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو دریافت فرمایا کہ تم نے اس عورت کو دیکھ لیا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ تم پہلے اس کو دیکھ لو کیونکہ یہ بات زوجین کے درمیان خوشگوار تعلقات کے لئے بہت مفید ہے۔ چنانچہ میں نے مخطوبہ کو دیکھا اس وقت عورت کے والدین موجود تھے ۔ اور وہ پردے کے اندر تھی ، میں نے بڑی صفائی سے کہدیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم و مشورہ پر تم کو دیکھنے کیلئے آیا ہوں ، والدین تو خاموش رہے مگر لڑکی نے پردے کا کونا اٹھا کر کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو میرے دیکھنے کیلئے حکم دیا ہے تو میں تمہارے سامنے آرہی ہوں ، اگر آپ نے اسکا حکم نہیں دیا ہے تو میری طرف ہرگز نہ دیکھنا۔ میں نے اس کو ایک نظر دیکھا اور اسی سے نکاح کرلیا ۔ میں نے اس سے پہلے کئی عورتوں سے شادی کی مگر میری نظر میں کوئی عورت وہ مقام نہ حاصل کرسکی ۔ جو اس عورت نے پایا ۔

(سنن کبریٰ لبیہقی ج ۷ ، ص ۸۴ و کنز العمال ج ۸ ص ۲۴۸)

حضرت سہل بن خیثمہ رح کا بیان ہے کہ میں نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو دیکھا کہ دیوار کے اوپر سے ابو جبیرکی بہن ثبیتہ بنت ضحاک کو دیکھ رہے ہیں۔ تو ان سے کہا کہ آپ صحابی رسول ہو کر ایسا کام کررہے ہیں ؟ انہوں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مرد کے دل میں کسی عورت سے خطبہ اور منگنی کا خیال ڈال دے تو اس عورت کی طرف دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔

(سنن کبریٰ لبیہقی ج ۷ ، ص ۸۵ و استیعاب ج ۲ ص ۱۸۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیلئے براہِ راست حضرت علی رضؓ سے بات چیت کی حضرت علی نے کہا وہ ابھی چھوٹی ہے ۔ حضرت عمرؓ نے کہا ابو الحسن ! یہ نکاح ان سے کردیں مجھے ان کی کرامت و شرافت اور عالی نسبی و نجابت سے سروکار ہے ۔ اسی لئے میں نے یہ اقدام کیا ہے ۔ حضرت علی رضؓ نے کہا کہ اچھا میں ام کلثوم کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں ، اگر وہ راضی ہو گئی تو اس کا نکاح آپ سے کردوں گا ۔ اس کے بعد حضرت علی نے ام کلثوم کو ایک چادر دے کر حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا ۔ اور کہلوایا کہ آپ سے اسی چادر کے بارے میں بات ہوئی ہے ۔ ام کلثوم نے حضرت عمر کے پاس جاکر اپنے والد کا پیغام پہونچا دیا ۔ حضرت عمر نے کہا کہ تم اپنے والد سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو ، میں راضی ہوں ۔ ام کلثوم نے واپس جاکر تمام ماجرا بیان کردیا ۔ حضرت علیؓ نے کہا بیٹی ! امیر المومنین نے تم سے شادی کرلی ہے ، اس کے بعد حضرت عمر مسجد نبوی کے روضۂ جنت میں آئے جہاں مہاجرین کی مجلس منعقد ہوا کرتی تھی ۔ اور کہا کہ آپ لوگ مجھے تہنیت پیش کریں ، صحابہ نے وجہ معلوم کی تو بتایا کہ میں نے علی کی صاحبزادی ام کلثوم سے نکاح کرلیا ہے ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن تمام دنیاوی تعلقات ، خاندانی نسب ، اور ازدواجی رشتے منقطع ہوجائیں گے ۔ صرف میرا رشتہ اور میری نسبتِ مصاہرت باقی رہ جائے گی ، ویسے میرا نسبی تعلق اور خاندانی رشتہ پہلے ہی سے قائم تھا میں نے سوچا کہ رشتہ مصاہرات بھی ہوجائے ۔ چنانچہ یہ شرف بھی حاصل ہوگیا ۔ اسی پر آپ لوگ مجھے ہدیۂ تبریک پیش کریں ۔ (استیعاب ج ۲ ص ۹۵)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت سے نکاح کا ارادہ کیا تو ایک عورت کو اس کے پاس بھیجا تاکہ اسے دیکھ لے آپ نے کہا کہ تم اس عورت کے رخسار کو سونگھنا اور اس کی دونوں پنڈلیوں کو دیکھنا ، جب وہ اس کے گھر پہونچی تو گھر والوں نے کھانے کو پوچھا ، تو اسنے

کہا کہ ہاں اگر فلاں عورت کھانا لے کر آئیگی تو کھاؤں گی۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ وہ عورت گھر کے رَت دان (مچے) پر چڑھی اور اس عورت نے اس کی پنڈلیوں کو دیکھ لیا اور کہا کہ جی تم بوسہ دو اور اس کے رخسار کو سونگھ لیا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ بتا دیا۔ (سنن کبریٰ بیہقی ج ، صفحہ)

لڑکی کی رضامندی

ام المومنین حضرت عائشہ رضی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں سے ان کے نکاح کے بارے میں مشورہ لیا جائے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ عورتیں شرماتی ہیں، آپ نے فرمایا کہ بیوہ اس عالم میں پورا حق اور اختیار رکھتی ہے۔ البتہ باکرہ یعنی بن بیاہی دوشیزہ کا اس بارے میں خاموش رہنا اقرار مانا جائے گا (مسلم)

حضرت عکرمہ تابعی رح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں کو ان کے ناپسندیدہ باتوں پر مجبور نہ کرو۔ یعنی ان کی مرضی اور مشورہ سے ان کا نکاح وغیرہ کرو۔ ——

(سنن سعید بن منصور ج ۳ قسم ا صفحہ ۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب اپنی کسی صاحبزادی کی شادی کرنا چاہتے تو پردہ کے پاس بیٹھ کر فرماتے کہ فلاں شخص تمہارے بارے میں گفتگو کر رہا ہے۔ اگر صاحبزادی زبان سے انکار کرتیں تو نکاح نہ کرتے، اور اگر خاموش رہتیں تو نکاح کر دیتے۔ بعض روایات میں ہے کہ صاحبزادی پردہ ہلا دیتیں تو نکاح نہ کرتے۔ اور پردہ نہ ہلاتیں تو نکاح کر دیتے تھے ——

(سنن کبریٰ بیہقی ج ، صفحہ ۱۲۳) حضرت اسماء بنت ابوبکر نے ایک مرتبہ اپنی اولاد سے کہا کہ اے میرے بیٹو! اور میرے پوتو! نکاح ایک قسم کی غلامی ہے اسلئے تم لوگوں کو دیکھ لینا چاہیئے کہ اپنی بیٹی کو کس کی غلامی میں دے رہے ہو —— (سنن سعید بن منصور صفحہ ۱۱۹)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی لڑکی کے ساتھ شادی کرنا چاہتے تو پردہ کے پاس جاکر کہتے کہ فلاں شخص تمہارا تذکرہ کر رہا تھا۔ (کنز العمال ج ۸، ص [illegible] طبع قدیم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب پر اس بات کی مخالفت کردی تھی کہ کوئی اعرابی اہل بلد کا مہاجرہ سے شادی کرکے اسکو وراثت اور دولت میں لگائے (سنن سعید بن منصور ص [illegible])

حدیث شریف میں ہے کہ لڑکیوں کی شادی کے بارے میں ان کی ماؤں سے مشورہ لیا کرو۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب حضرت نعیم بن عبداللہ نحامؓ کے پاس ان کی لڑکی سے نکاح کا پیغام بھیجا، نعیم بن عبداللہ نے کہا کہ میں ایک یتیم لڑکے کی پرورش کر رہا ہوں، میں یتیم سے اپنی بیٹی کی شادی کروں گا۔ جب اس کی خبر لڑکی کی ماں کو ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور کہا کہ ابن عمرؓ نے میری لڑکی سے شادی کی بات چیت کی ہے۔ مگر میرے شوہر چاہتے ہیں کہ اسکا نکاح اپنے پروردہ یتیم سے کردیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیم کو کہلا بھیجا کہ اس معاملہ میں تم پہلے اپنی بیوی اور اس کی لڑکی دونوں کو راضی کرلو ـــ
(سنن بیہقی ج ۷، ص۱۱۶)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں ایک جوان عورت لائی گئی جس کا نکاح لوگوں نے ایک بوڑھے مرد سے کردیا تھا۔ اور بیوی نے اپنے بوڑھے شوہر کو مار ڈالا تھا۔ اس وقت حضرت عمرؓ نے اعلان کیا کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو، مرد کو چاہیئے کہ اپنی جیسی عورت سے شادی کرے۔ اور عورت کو چاہیئے کہ اپنے جیسے مرد سے شادی کرے۔ (کنز العمال ج ۸، ص [illegible])

حضرت عبداللہ بن عمر اپنی لڑکیوں کی نکاح کیلئے ان سے مشورہ لیتے تھے (المحلی ج ۹، ص [illegible])

صلاح و مشورہ

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان عورت نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آکر کہا کہ میرے والد نے میرا نکاح

اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے، تاکہ اسکا نام اونچا ہو، حالانکہ میں اس کو ناپسند کرتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا بیٹھو ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہیں، تم ان سے یہ واقعہ بیان کرو۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور اس عورت نے ماجرا بیان کیا۔ آپ نے اس کے والد کو بلا بھیجا، والد نے جب یہ باتیں سنیں تو اپنی لڑکی کو اس معاملہ میں پورا اختیار دیدیا۔ لڑکی نے باپ کی شفقت و محبت کا یہ حال دیکھ کر کہا کہ میرے باپ نے جو کچھ کر دیا میں اس پر راضی ہوں، میں یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ عورتوں کو بھی اپنے بارے میں کچھ حق اور اختیار ہے کہ نہیں (سنن کبریٰ بیہقی ج۷، صفحہ ۱۱۸)

حضرت ام القاسمؓ نے بیوگی کے بعد اہل قریش سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور قاسم ابن محمد کو اور انصار سے عبدالرحمٰن بن یزید اور مجمع بن یزید کو بلا بھیجا، اور ان سے کہا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ میں بیوہ ہو چکی ہوں، مجھے ڈر ہے کہ میرے خاندان والے میرا نکاح کسی ایسے شخص سے کر دیں جو مجھے ناپسند ہو۔ لہٰذا آپ لوگ گواہ رہیں کہ اگر میرا نکاح میری مرضی کے بغیر کسی سے ہوا تو میں اس کی بیوی نہیں ہوں، اس پر عبدالرحمٰن اور مجمع دونوں حضرات نے کہا کہ ہاں اگر ایسا لوگ کریں گے تو یہ اقدام غلط ہوگا۔ (اصابہ ج۵، صفحہ ۲۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی حضرت امامہ بنت ابوالعاص کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علیؓ سے ہوا۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس پیغام بھیجا۔ امامہ نے اس کا تذکرہ مغیرہ بن نوفل سے کیا، مغیرہ بن نوفل نے کہا کیا تم جگر چبانے والی عورت کے بیٹے سے نکاح کرو گی۔ بہتر ہو کہ تم اس معاملہ کو میرے حوالہ کر دو میں جس سے چاہوں تمہارا نکاح کرا دوں۔ امامہ نے یہ سنکر کہا نعم (ٹھیک ہے) اور مغیرہ بن نوفل نے اسی وقت کہہ دیا قد تزوجتک یعنی تم سے میں نے اپنا نکاح کر لیا۔ (طبقات ابن سعد ج۸، صفحہ ۲۳۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی زوجہ حبیبہ بنت خارجہ کے بطن سے

ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ حضرت عائشہؓ نے اس کا نام ام کلثوم رکھا۔ اس کے بین شعور کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت عائشہؓ کے پاس اس کے بارے میں پیغام بھیجا۔ حضرت عائشہؓ نے مناسب جواب دیدیا، جب ام کلثوم کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آپ کو عمرؓ کی طبیعت معلوم ہے پھر بھی آپ ان سے میرا نکاح کرنا چاہتی ہیں، واللہ اگر آپ نے ایسا کیا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر چیخیں مار مار کر گریہ وزاری کروں گی — میں تو کسی قریشی جوان سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ جو مجھے عیش و عشرت میں رکھے۔ حضرت عائشہؓ نے اس کا تذکرہ عمرو بن عاصؓ سے کیا، انہوں نے کہا کہ میں اس معاملہ میں آپ کی مدد کروں گا، اس کے بعد عمرو بن عاصؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ کیا آپ ایسی لڑکی سے نکاح کریں گے جو آپ کو صبح و شام اپنے والد ابوبکرؓ کی یاد دلاتی رہے، حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیا حضرت عائشہؓ نے یہ باتیں آپ سے بیان کی ہیں، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے ام کلثوم سے شادی کر لی۔ حضرت علیؓ کو اس کی جب خبر لگی تو کہا کہ ام کلثوم نے سب سے زیادہ سخی صحابی سے شادی کی ہے۔ (استیعاب ج ۲ ص ۷۶۳ و ص ۷۶۴)

حضرت طاؤس کہتے ہیں کہ عورتوں سے ان کے نکاح کے بارے میں مشورہ کیا جائے، اور اس معاملہ میں مرد بھی لڑکیوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ ان پر توجہ کرنی چاہیئے۔ (المحلی ج ۹ ص ۴۶۲)

پسند ناپسند کا حق۔

حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا بڑی نیک اور خدا ترس صحابیہ تھیں، حضرت عمرؓ نے ان سے نکاح کرنا چاہا تو پہلے یہ شرط رکھی کہ آپ نہ مجھے ماریں گے نہ حق بات کہنے سے روکیں گے اور نہ ہی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے منع کریں گے۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت زبیر نے ان سے نکاح کرنا چاہا تو ان سے بھی یہی شرطیں منظور کرائیں۔ ایک مرتبہ حضرت عاتکہ عشاء کی نماز کیلئے مسجد نبوی جا رہی

تھیں، ان کے شوہر حضرت زبیرؓ ایک جگہ چھپ کر ان کو دیکھ رہے تھے، جب قریب آئیں تو دھکا دیا اس وقت تو کچھ نہیں کہا مگر گھر واپس آئیں تو اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ کر سرد آہ کھینچی اور کہا کہ لوگ بدل گئے، اس کے بعد پھر نماز کیلئے باہر نکلیں۔ (اصابہ ج، ص)

حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کو ان کے شوہر ابو عمرو بن حفص نے طلاق دیدی، انہوں نے عدت کے ایام حضرت ابن ام مکتوم کے گھر میں گذارے، عدت گذر جانے کے بعد حضرت معاویہؓ اور حضرت ابو جہم نے ان کے یہاں اپنا پیغام بھیجا۔ فاطمہ بنت قیس اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا آپ نے خیر خواہی اور بیان واقعہ کے طور فرمایا کہ ابو جہم عورتوں کے بارے میں بہت سخت ہیں۔ اور معاویہ کے پاس مال نہیں ہے۔ تم اسامہ بن زیدؓ سے نکاح کر لو، فاطمہ بنت قیس کا بیان ہے کہ پہلے تو میں نے اسامہؓ کو ناپسند کیا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ان کا تذکرہ فرمایا تو میں نے اسامہؓ سے نکاح کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے حق میں ان کو باعث خیر و برکت بنایا اور میں نے ان کے ساتھ قابل رشک زندگی بسر کی۔ (مسلم)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر حضرت ابو سلمہؓ تھے، ان سے ایک صاحبزادے حضرت عمر بن ابو سلمہؓ ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میری والدہ ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب کسی پر کوئی مصیبت پڑ جائے تو یہ دعا پڑھے ــــ

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ عِنْدَکَ اَحْتَسِبُ مُصِیْبَتِیْ فَاْجُرْنِیْ فِیْھَا، وَاَبْدِلْنِیْ بِھَا خَیْرًا مِّنْھَا، چنانچہ میرے شوہر ابو سلمہؓ کا انتقال ہوا، تو یہی دعا پڑھی۔ اسکا اثر یہ ہوا کہ ہر چیز کا بہتر بدل ملتا رہا مگر دل میں سوچتی رہی کہ ابو سلمہؓ سے اچھا کون ہوگا۔؟ جو ان کے بدلے میں مجھے ملے گا۔ اسی خیال میں ان کی عدت کے دن گذر گئے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو ان کے یہاں اپنا پیغام دے کر بھیجا تو حضرت ام سلمہؓ نے اپنے لڑکے سے کہا عمر! اٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

میرے نکاح کا انتظام کرو۔ حضرت ام سلمہؓ تیار تھیں، گھر میں کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا، اسلئے آپ نے صاحبزادے سے اپنے نکاح کا بندوبست کرایا۔ (مسلم)

حضرت عبدالرحمن بن حنظلہؓ کے صاحبزادے کا بیان ہے کہ میری خالہ سکینہ بنت حنظلہ ایک شخص سے بیاہی تھیں وہ کہتی ہیں کہ میں اپنے شوہر کے انتقال کے بعد عدت میں تھی کہ ابو جعفر محمد بن علی میرے پاس آئے اور کہنے لگے بنت حنظلہ! تمہارا کیا حال ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو اچھا رکھے۔ میں خیریت سے ہوں، پھر انہوں نے کہا تم کو معلوم ہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ سے میری کتنی قربت اور اسلام میں میرا کیا مقام ہے، اور اہل عرب کس عزت کی نظر سے مجھے دیکھتے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ ابو جعفر! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے، آپ کی ذات علم دین کا مرجع ہے۔ آپ سے احادیث رسول کی روایت کی جاتی ہے پھر بھی آپ میری عدت کے درمیان خطبہ اور منگنی کی بات کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا تعلق بیان کر دیا ہے۔ جب ام سلمہ بنت ابو امیہ مخزومیہؓ کے شوہر ابو سلمہ بن عبدالاسدؓ کا انتقال ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ بطور تحدیث نعمت کے اپنا مقام و مرتبہ اللہ کے نزدیک بیان کرتے رہے کہ دست مبارک میں چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے کیا یہ خطبہ اور منگنی نہیں تھی۔ (سنن بیہقی)

ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ! میں فلاں کی بیٹی ہوں، آپ نے فرمایا کہ میں تم کو پہچان گیا۔ بتاؤ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ میں فلاں عابد زاہد سے شادی کا ارادہ ظاہر کر رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس شخص کو بھی جانتا ہوں۔ عورت نے کہا کہ انہوں نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے، آپ مجھے بتلائیے کہ شوہر کا حق بیوی کے اوپر کیا ہے اگر اس کی ادائیگی میرے بس میں ہوگی تو شادی کروں گی۔ ورنہ انکار کر دوں گی۔ آپ نے فرمایا کہ بیوی پر شوہر کا حق یہاں تک ہے کہ شوہر کی ناک سے گندگی، خون، پیپ، جاری ہو اور بیوی اپنی زبان سے اس کو صاف کرے تب بھی اسکا پورا حق ادا نہیں کر سکے گی۔ اگر آدمی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا۔ تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ

کرے۔ یہ سنکر اس عورت کو اپنی تقصیر کا شدید احساس ہوا۔ اور قسم کھا کر کہنے لگی کہ تا حیات شادی نہیں کروں گی۔ (سنن بیہقی [illegible])

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کے انتقال کے بعد ابو طلحہؓ نے میری والدہ ام سلیمؓ کو اپنا پیغام بھیجا۔ والدہ نے کہلا بھیجا کہ ابو طلحہ! کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ تم جس کی پرستش کرتے ہو جسے ایک حبشی نے بنایا ہے۔ اگر تم اسلام قبول کر لو تو میں نکاح کیلئے تیار ہوں اور تمہارا اسلام ہی میرے لئے مہر ہوگا۔ اور کوئی چیز طلب نہیں کروں گی۔ ابو طلحہ نے کہا اچھا میں غور کر کے جواب دوں گا۔ یہ کہکر ابو طلحہ چلے گئے اور غور و فکر کرنے کے بعد آئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ میری والدہ نے کہا اٹھو ابو طلحہ میرے نکاح کا انتظام کرو

حضرت ام سلیم با اختیار تھیں۔

حضرت معقل بن یسار حوالی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کی شادی ایک شخص سے کی کچھ دنوں کے بعد اس شخص نے طلاق رجعی دیدی۔ بعد میں اس نے میری بہن سے دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنی بہن سے تمہارا نکاح کر کے تم کو عزت دی مگر تم نے اسے طلاق دیدی۔ اور اب دوبارہ پیغام دے رہے ہو۔؟ اب تم اس سے نکاح نہیں کر سکتے۔ اسی زمانہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ نیز اس شخص میں کوئی خرابی نہیں تھی اور میری بہن بھی اسی سے نکاح کرنا چاہتی تھی اس آیت کے نزول کے بعد میں نے اس شخص سے کہا اب تم دوبارہ نکاح کر سکتے ہو۔ اور نکاح کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیدی کہ میں نے اپنی بہن کا اسی شخص سے کر دیا ہے

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد بہن تھیں۔ ان کا نکاح زمانہ جاہلیت میں ہبیرہ بن ابی وہب سے ہوا تھا۔ حضرت ام ہانی کے مسلمان ہو جانے کے بعد یہ رشتہ خود بخود ختم ہو گیا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے ان کو پیغام دیا، اس کے جواب میں ام ہانی نے کہا کہ واللہ!
میں تو زمانۂ جاہلیت میں آپ سے محبت رکھتی تھی زمانۂ اسلام میں اور زیادہ محبت ہو گئی ہے۔ بات یہ
ہے کہ میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ میں آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتی۔ شوہر کا حق بہت بڑا ہے،
اگر شوہر پر متوجہ رہی تو میرے بچوں کے حق میں تقصیر کا ڈر ہے ——— اور اگر بچوں پر متوجہ رہی
تو میرے شوہر کی حق تلفی کا ڈر ہے۔ ان کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریشی
عورتیں بہترین عورتیں ہیں، بچوں کی پرورش میں بڑی مہربان اور شوہر کے مال و دولت کی سب سے
زیادہ محافظ ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ صفحہ ۱۵۲) (المحبر صفحہ ۳۹۶)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی زوجہ نائلہ بنت فرافصہ جبیہ کو حضرت معاویہ رضی
نے پیغام بھیجا۔ اور نکاح پر بہت زیادہ زور لگایا۔ نائلہ نہایت حسین و جمیل عورت تھیں، وہ
نکاح سے صاف انکار نہیں کر سکتی تھیں، اسلئے سامنے کے دونوں دانت اکھاڑ کر معاویہ کے پاس
بھیج دیئے۔ اور معاویہ اپنے ارادے سے باز آ گئے۔

ارباب بنت امرئ القیس بن عدی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نہایت چہیتی بیوی تھیں
حضرت حسین نے کہا ہے۔ ؎ لعمرك انني لاحب دارا

تحل بها سكينة والرباب

حضرت حسین رضی کی شہادت کے بعد جب ان کے پاس شادی کا پیغام دیا گیا تو صاف طور سے کہہ دیا
کہ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو خسر نہیں بناؤں گی۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے بعد ان کی زوجہ ام درداء رضی کو حضرت معاویہ نے پیغام بھیجا۔ تو
جواب میں کہلا بھیجا کہ میں ابو الدرداء کے ہوتے ہوئے کسی اور شوہر کو پسند نہیں کروں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب جنت میں میاں بیوی جمع ہوں گے تو عورت آخری شوہر کی بیوی ہو گی۔

(المحبر صفحہ ۳۹۶)

جمیلہ بنت اُبی بن سلول رأس المنافقین عبد اللہ بن اُبی کی بہن تھیں۔ پکی سچی مسلمان تھیں۔
ان کی پہلی شادی غسیل الملائکہ حضرت حنظلہؓ سے ہوئی تھی ان کی شہادت کے بعد ثابت بن
قیسؓ نے ان سے نکاح کیا مگر وہ ان سے ناپسندیدگی اور بیزاری کا اظہار کرتی تھیں کیونکہ ثابت بن
قیس دمیم الوجہ اور قبول صورت نہیں تھے۔ جمیلہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر
کہا کہ میں ان کو دیکھنا نہیں چاہتی ہوں۔ اگر خوفِ خدا نہ ہوتا تو میں ان کے منہ پر تھوک دیتی۔
جمیلہ کی شدت ناگواری کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ کیا تم ثابت بن
قیسؓ کا باغ جس کو انہوں نے تم کو دیدیا ہے واپس کردوگی۔ اس پر جمیلہ نے آمادگی ظاہر کی۔
تو آپ نے ثابت بن قیسؓ کو بلا بھیجا۔ اور جمیلہ کے باغ واپس کردینے پر آپ نے دونوں میں تفریق
کرادی۔ ان کا نام حبیبہ بنت سہل انصاریہ بھی بتایا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ثابت بن قیس میں
شدت پسندی تھی اور انہوں نے جمیلہ کو مارا تھا۔ (اسد الغابہ جلد ۵ ص [illegible])

مدینہ منورہ میں حولاء نامی ایک عطر فروش عورت تھی اس کی شادی ایک ایسے شخص سے ہوئی جو اس
سے بڑی بے توجہی کرتا تھا۔ اس نے حضرت عائشہؓ کے پاس آکر کہا کہ میں رات خوب بنی سنورتی ہوں
خوشبو لگاتی ہوں، جیسے سسرال جانے والی دلہن ہو، پھر اپنے شوہر کے لحاف میں جاتی ہوں اس سے میرا منشا
اللہ کی خوشنودی ہوتا ہے مگر میرا شوہر چہرہ پھیر لیتا ہے۔ اور جب دوسری مرتبہ جاتی ہوں تو پھر چہرہ
پھیر لیتا ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناخوش رہتا ہے اس کی باتیں سنکر حضرت عائشہؓ نے کہا کہ
تم ٹھہرو ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہیں۔ چنانچہ آپ آگئے اور دور سے فرمایا کہ میں حولاء
کی خوشبو پا رہا ہوں۔ کیا وہ تمہارے پاس آئی تھی؟ اور تم لوگوں نے اس سے کچھ خریدا؟ حضرت
عائشہؓ نے کہا نہیں یا رسول اللہ! حولاء اپنے شوہر کا شکوہ لے کر آئی ہے۔ آپ نے دریافت
فرمایا کہ حولاء! کیا ماجرا ہے؟ اس نے وہی تمام باتیں دہرائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے
فرمایا جاؤ اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرو۔ حولاء نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں میرے لئے کیا اجر ہے؟

آپ نے تفصیل سے شوہر کی اطاعت و رضا جوئی کا اجر و ثواب بیان فرمایا (اسد الغابہ ج ۲ صفحہ ۴۰۴)

حضرت عائشہؓ کی باندی حضرت بریدہ رض کا نکاح مغیث نامی ایک غلام سے ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ سے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے یہ نکاح باقی رکھو یا توڑ دو ۔ اس پر انہوں نے علاحدگی اختیار کر لی ۔ مغیث بریدہ سے بے حد محبت کرتے تھے ان کی جدائی کے بعد مدینہ کی گلیوں میں روتے پھرتے تھے ۔ حتی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرائی تا کہ بریدہ رجعت کر لیں ۔ بریدہ نے آپ سے پوچھا کہ آپ اسکا حکم دیتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا کہ سفارش کرتا ہوں اس پر بریدہ نے کہا کہ میں رجعت نہیں چاہتی ہوں ۔ (اسد الغابہ ج ۵ صفحہ ۴۰۹)

مہر شرعی ۔ حق ہے

حضرت علی رض کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سے شادی کا ارادہ کیا پھر سوچا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے مگر آپ کے لطف و کرم کے پیش نظر اپنا مدعا بیان کر دیا آپنے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے ؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے ۔ ؟ اسے لاؤ چنانچہ اسی زرہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کا نکاح مجھ سے کر دیا ۔

حضرت عمر رض نے ایک مرتبہ خطبہ میں کہا کہ اے لوگو ! عورتوں کی مہر میں غلو نہ کرو ۔ اگر یہ بات عوام میں عزت اور اللہ کے یہاں تقوی کا باعث ہوتی تو تمہارے نبی م اس کے زیادہ مستحق ہوتے آپنے اپنی کسی بیوی یا بیٹی کا نکاح بارہ اوقیہ سونا سے زیادہ مہر پر نہیں کیا اور تمہارا حال یہ ہے کہ مہر کی زیادتی سے باہمی عداوت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے ۔ مہر کی گران باری سے بعض لوگ اس قدر پریشان ہو جاتے ہیں کہ اپنی بیوی سے کہہ دیتے ہیں کہ تم میرے لئے مصیبت بن گئی ہو ۔ جوانی کے جوش میں مجھے پتہ نہ چل سکا کہ میں نے کتنی بڑی مصیبت خرید لی ہے ۔

(مسند حمیدی ج ۱ صلا، د طبقات ابن سعد ج ۸ صلا) -
نیز حضرت عمر رضؓ نے کہا ہے کہ میرے علم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی یا اپنی کسی صاحبزادی کا نکاح بارہ اوقیہ سونے سے زیادہ مہر پر نہیں کیا ہے اس کی قیمت چار سو اسی درہم ہوتی ہے ۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش سونا تھی، جس کی قیمت پانچ سو درہم ہوتی ہے ۔ ایک اوقیہ ۴۰ درہم اور ایک نش ۲۰ درہم کا ہوتا ہے۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ صلا)

نکاح میں آسانی اور سادگی مطلوب ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نکاح میں جس قدر آسانی و سادگی ہو گی اس میں اسی قدر زیادہ خیر و برکت ہو گی۔ امام اوزاعی رحؒ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قبیصہ بن مخارق رضؓ کے پاس ان کے قبیلے کے کچھ لوگ آئے اور اپنے ایک شخص کے نکاح کے سلسلہ میں سوال کیا مگر قبیصہ بن مخارق نے ان کو کچھ نہیں دیا اور وہ لوگ واپس چلے گئے ۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا کہ آپ سے آپ کے قبیلہ والے نکاح کیلئے سوال کر رہے تھے ۔ آپ نے ان کو کچھ نہیں دیا وہ لوگ واپس چلے گئے ۔ حالانکہ آپ اپنی قوم کے سردار ہیں حضرت قبیصہ بن مخارق نے کہا کہ اگر وہ شخص ایسا ایسا کر لیتا تو اس کیلئے اس سے بہتر ہوتا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین آدمیوں کے علاوہ کسی کو سوال کرنا حلال نہیں ہے۔ جو شخص قرضدار ہو جائے جو شخص ناگہانی مصیبت میں پڑ جائے، جو شخص فاقہ میں مبتلا ہو جائے اور اس کی حاجت کے تین ذمہ دار آدمی اس کی گواہی دیں، بقدر ضرورت ان تینوں کو سوال کرنے کا حق ہے ۔

(کتاب الاموال صلا)

سلم بن عبداللہ بن عروہ رحؒ کا بیان ہے کہ سلمہ بن عمر بن ابوسلمہ کی ملاقات عروہ بن زبیر سے معلم

قبا میں ہوئی، باتوں بات میں سلمہ بن عمرو نے عروہ بن زبیر سے کہا کہ آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے وہ بالکل بجا ہے
نکاح کرنا پسند کر لیا ہے کیوں نہ اپنی بیٹی سے آپ کا نکاح کر دوں، عروہ بن زبیر نے کہا ٹھیک
ہے۔ چنانچہ سلمہ بن عمر نے اپنی بیٹی اسماء بنت سلمہ کا نکاح عروہ بن زبیر سے کر دیا۔ اس کے بعد
عروہ قبا سے واپس مدینہ آ گئے۔ اور لوگوں سے کہا کہ مجھے مبارکباد دو، لوگوں نے کہا
کس بات کی۔ عروہ نے کہا میں نے سلمہ بن عمر کی بیٹی سے شادی کر لی ہے۔ (جمہرۃ نسب قریش و اخبارہا للزبیر)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ میں جب سن بلوغت
کو پہونچ گیا تو ایک دن میرے چچا عبد اللہ بن زبیر نے مجھ کو اور اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو جمع کیا
ان کے بھائی بھی اس مجمع میں تھے ان کو مخاطب کر کے زرعہ بن سلیب سلمی کا یہ شعر پڑھا ؎

ما انا مردن بغنیۃ من قومکم - بکر الربیع علیھم لم ینکحوا
ھل تعرضون فریضۃ یرضونھا - ام تجمعون الی البیوت نجمعوا ؎

حاضرین نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ جو مناسب سمجھیں کریں، عبد اللہ بن عروہ نے حمد و
صلوٰۃ کے بعد خطبۂ نکاح پڑھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ جس چیز سے خوش ہوا اسے حلال قرار دیا اور
جس چیز سے ناراض ہوا اسے حرام قرار دیا اور حلال کا حکم دیکر اس میں وسعت دی اور حرام سے
منع کر کے اس سے بے نیاز کیا اور فرمایا — وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین
من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من
فضلہ واللہ واسع علیم ط اس کے بعد نکاح کر دیا اور جب میری باری آئی
تو کہا کہ تمہاری ہی وجہ سے میں نے ان سب کو روک رکھا ہے الحمد للہ اب تم مرد ہو گئے میں نے
فاطمہ بنت منذر کو تمہاری زوجیت میں دیا۔ (وَقَدْ زَوَّجْتُكَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ)
اس وقت فاطمہ بنت منذر ہشام بن عروہ سے عمر میں ۱۲ سال بڑی تھیں — اور ہشام ان سے حدیث کی
روایت کرتے تھے۔ عبد اللہ بن زبیر نے اس اجتماعی نکاح سے فارغ ہو کر طعارہ بن قیس کے چند اشعار پڑھے

آخری شعر یہ ہے ۔ ؎
ولستُ ببانٍ لامری سمک بیتہ
واترک بیتی خادیاً بغماپ

(جمہرۃ نسب قریش واخبارہا صفحہ ۵۹ و صفحہ ۲۶۰)

حمزہ بن عبداللہ بن زبیر کا آخری وقت تھا، ان کی بیوی فاطمہ بنت قاسم ان کے سرہانے بیٹھی رو رہی تھی اسی عالم میں حمزہ بن عبداللہ بن زبیر نے اس سے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے انتقال کے بعد جب تمہاری عدت پوری ہو جائے گی تو طلحہ بن عمر مقام اُعرج سے تمہارے پاس پیغام بھیجیں گے اور تم ان سے نکاح کر لوگی، فاطمہ بنت قاسم نے کہا کہ اگر میں کبھی بھی طلحہ بن عمر سے شادی کروں تو میرے جتنے غلام ہیں سب آزاد ہو جائیں اور میری ہر چیز اللہ کی راہ میں صدقہ ہو جائے۔ بات گئی گذری ہو گئی، جب فاطمہ بنت قاسم کی عدت پوری ہو گئی تو طلحہ بن عمر نے یہ کہکر پیغام بھیجا کہ میں تمہاری قسم سے واقف ہوں تم کو تمہاری ہر ایک چیز کے بدلے دو چیزیں ملیں گی۔ اور ۲ لاکھ درہم مہر بیان کی اس پر فاطمہ بنت قاسم نے طلحہ بن عمر سے نکاح کر لیا۔ فاطمہ کی قسم کا کفارہ اور مہر میں کل چالیس ہزار دینار صرف ہوئے۔ (جمہرۃ نسب قریش واخبارہا صفحہ ۹۱)

حضرت معاویہ رضؓ نے ملک شام سے مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس ایک قاصد کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ آپ اپنی بیٹی ام حکیم سے میرے بیٹے یزید کی شادی کر دیں حضرت عبداللہ بن زبیر نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ اپنے بھتیجے عبداللہ بن عروہ رضؓ سے ام حکیم کا نکاح کر دیا۔ قاصد نے کہا کہ امیر المومنین کو آپ کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس کے علاوہ میرے پاس جواب نہیں ہے۔ اس نکاح کی کیفیت حضرت عبداللہ بن عروہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا عبداللہ بن زبیر اپنی والدہ اور اپنی بیوی دونوں کے یہاں باری باری سویا کرتے تھے۔ جس رات کو اپنی والدہ کے یہاں سوتے تھے میں بھی وہیں سوتا تھا وہ رات کو اٹھ کر صبح تک نماز پڑھا کرتے تھے میں بھی ان کے پہلو میں کھڑا رہتا تھا اور روزانہ ظہر کی نماز مسجد نبوی میں ان کے

کو ایک شادی میں سہ روزہ ولیمہ کی دعوت دی گئی وہ پہلے اور دوسرے روز ولیمہ میں شریک ہوئے، اور تیسرے دن جب بلانے کیلئے آئے تو کہا کہ تم چلے جاؤ۔ اب لوگ شہرت اور ریا کاری کو پسند کرنے لگے ہیں۔

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کیا بات ہے شادی کے کھانے میں ہم کو جو لذت اور خوشبو ملتی ہے وہ عام کھانوں میں نہیں ملتی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کے کھانے میں برکت کی دُعا فرمائی ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا کی ہے کہ اے اللہ اس کھانے کو لذیذ اور بابرکت بنا۔ ولیمہ میں جنت کے کھانے کا مزہ ہوتا ہے۔ (کنز العمال ج ۸ صفحہ ۲۰ طبع قدیم) حضرت عطار بن ابی رباحؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک لڑکے کی شادی کے موقع پر قاسم بن محمد بن ابو بکرؓ اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ کو مدعو کیا اور دونوں حضرات آئے۔ مگر عبید اللہ مکان پر دیباج کے پردے دیکھ کر واپس چلے گئے۔ اور قاسم بن محمد اندر آئے۔ میں نے معذرت کے انداز میں ان سے کہا کہ مجھے عبید اللہ کے چلے جانے پر بہت رنج ہوا۔ خدا کی قسم میں نے یہ حرکت نہیں کی ہے۔ یہ کام عورتوں کا ہے۔ انھوں نے ہماری مرضی کے خلاف یہ حرکت کی ہے۔ اس پر قاسم بن محمد نے بیان دیا کہ عبید اللہ کے والد حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے اپنے صاحبزادے سالمؒ کی شادی کی اور چند حضرات کو کھانے پر مدعو کیا۔ جن میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ بھی تھے۔ انہوں نے گھر کے اندر حریر کے پردے آویزاں دیکھے تو دریافت کیا کہ ابو عبد الرحمٰن! آپ نے یہ کیا کیا؟ اور واپس چلے گئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے معذرت کی اور کہا کہ اس بارے میں عورتیں ہم پر غالب آگئی ہیں حضرت ابو ایوب نے کہا کہ دوسروں کے بارے میں یہ سوچا جا سکتا ہے۔ مگر آپ جیسے متبع سنت کے بارے میں میرا گمان نہ تھا۔ واللہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا حضرت ابو ایوبؓ یہ کہکر واپس چلے گئے۔ (سنن بیہقی ج ۷ ص ۲۰۷)

حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ازواج مطہرات سے نکاح پر صرف دو مُد جو سے دعوت ولیمہ کی تھی ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے واپس ہونے پر خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن قیام فرمایا اور اسی جگہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرکے دعوت ولیمہ کی ، آپ نے دسترخوان پر کھجور ، پنیر ، اور گھی رکھدیا ۔ دوسرے حضرات بھی اسی قسم کا سامان لائے ۔ اور سب کو ملا کر لوگوں نے کھایا ۔ ایک روایت میں ہے کہ نکاح کی صبح کو آپ نے اعلان فرمایا کہ جس شخص کے پاس کھانے پینے کا سامان ضرورت سے زائد ہو اُسے لاکر رکھدے ۔ چنانچہ لوگوں نے کھجور ، ستو ، اور گھی کے ڈھیر لگا دیئے ۔ اور اسی سے ولیمہ کی دعوت ہوئی ۔

(سنن بیہقی ج ، ص۲۵۹)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضہ سے نکاح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور اور ستو کا ولیمہ کھلایا ۔ حضرت انس رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ازواج مطہرات سے نکاح کے موقع پر زیادہ مقدار میں ولیمہ کا کھانا کھلایا ہے ۔ ثابت بنانی نے حضرت انس رضہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمہ کی کیا مقدار تھی ، ؟ حضرت انس رضہ نے بتایا کہ گوشت اور روٹی کی مقدار اتنی زیادہ تھی کہ لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا پھر بھی کھانا بچ گیا ، (سنن بیہقی ج ، ص۲) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا مہر میں کیا چیز دی ہے ۔ انہوں نے بتلایا کہ کھجور کی گٹھلی بھر سونا دیا ہے ۔ آپ نے ان سے ولیمہ کا تقاضا فرمایا اور کہا کہ تم دعوت ولیمہ کرو ، چاہے ایک ہی بکری سے ہو ۔ (بخاری) حضرت علی رضہ کی شادی کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ علی ! دولہن کیلئے ولیمہ ضروری ہے ۔ یہ سنکر حضرت سعد رضہ نے کہا کہ میرے پاس ایک مینڈھا ہے ۔ پھر قبیلہ انصار نے کھانے کا مزید انتظام کیا ۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت علی نے حضرت

فاطمہؓ سے شادی کے وقت جو دعوت ولیمہ کی تھی اس زمانہ کی سب سے عمدہ دعوت تھی۔ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ رہن رکھکر کچھ جَو لیا تھا۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ صـ ۲۳)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے نکاح کے وقت اپنا اونٹ چار سو اسّی درہم میں فروخت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس رقم کا دو تہائی خوشبو وغیرہ میں خرچ کرو، اور ایک تہائی کپڑے میں لگاؤ۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ صـ ۱۴)

رخصتی اور جہیز ـــ؟

ایک انصاری کا بیان ہے کہ میری نانی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کی تقریب میں شریک تھیں، ان کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کے وقت ان کے جسم پر دو یمانی چادریں اور دو چاندی کے کنگن تھے، جو زعفران میں رنگے ہوئے تھے۔ جب ہم حضرت فاطمہؓ کو لے کر حضرت علیؓ کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ ایک چبوترہ پر ایک بکری کی کھال اور کھجور کے ریشے سے بھرا ہوا ایک تکیہ، ایک مشک، ایک چھلنی، ایک تولیہ اور ایک بڑا پیالہ رکھا ہوا ہے۔

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشیا فاطمہ کے جہیز میں دی تھی، ایک چارپائی (خملہ)، ایک تکیہ ریشہ بھرا ہوا، دو چکیاں، ایک مشک اور دو گھڑے۔

ایک روایت میں سریر یعنی چارپائی، تکیہ، تور یعنی چمڑے کا پانی کا برتن، اور مشک۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کے بعد حضرت علیؓ کے گھر پر تشریف لے گئے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ دونوں آپ کے انتظار میں الگ الگ گوشے میں بیٹھے تھے۔ آپ نے اندر جانے کی اجازت طلب کی، حضرت ام ایمن رضؓ وہاں پہلے سے موجود تھیں، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماں کہکر پکارتے تھے۔ اور جو آپ کے کام کاج دیکھتی تھیں، آپ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا میرے بھائی علی موجود ہیں۔؟ ام ایمن نے کہا کہ علی آپ کے بھائی کیسے ہو سکتے ہیں۔؟ آپ نے ان سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں وہ میرے بھائی ہیں ـــ "

وہاں پر حضرت اسماء بنت عمیس بھی موجود تھیں۔ آپ نے ان کو پکارا اور فرمایا کہ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی خدمت کیلئے آئی ہو۔ پھر آپؐ نے ان کو دعا دی۔ اس کے بعد ایک برتن میں پانی منگایا اور اس میں لعاب مبارک ڈالا اور ہاتھ لگایا اور علیؓ و فاطمہؓ دونوں کو بلا کر ان کے جسم پر چھڑکا اور فرمایا اے فاطمہ! میں نے اپنے خاندان کے بہترین شخص سے تمہارا نکاح کیا ہے۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ صفحہ ۲۳ و ۲۴)

ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر حضرت علیؓ نے اپنی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسدؓ سے کہا کہ تم فاطمہ کو بیرونی کام سے سبکدوش رکھو۔ وہ آٹا پیسنے اور روٹی پکانے وغیرہ دوسرے گھریلو کاموں سے تم کو سبکدوش کر دے گی۔ (استیعاب ج ۲ ص ۷۵۰)

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے منبر پر کہا کہ جس وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سے نکاح کیا ہمارے گھر میں ایک بستر بھی نہیں تھا۔ بکری کی کھال پر ہم راتوں کو سویا کرتے تھے۔ اور دن میں اسی پر اونٹ کو کھلاتے تھے۔ (سنن سعید بن منصور ج ۳ ص ۱۵۶)

مشہور تابعی امام محمد بن سیرین رحؒ کی شادی صفیہؓ سے ہوئی جو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی باندی تھیں اس تقریب سعید میں اٹھارہ بدری صحابہ شریک تھے اور تین امہات المؤمنین نے دلہن کو سنوارا اور سب نے ان دونوں کے حق میں خیر و برکت کی دعا کی۔ (طبقات ابن سعد ج ۷ قسم ۱ ص ۱۴۰)

حضرت ابواسید ساعدی رحؓ نے اپنی شادی کی تقریب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت تھی۔ ابواسید کی نئی نویلی دلہن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی ضیافت میں بڑھ کر خدمت انجام دی۔ اور کہا کہ میں نے رات ہی سے ایک برتن میں کھجور محفوظ کر رکھی ہے۔ (الادب المفرد بخاری ص ۱۲۱)

حضرت سلمان فارسی رضؓ نے قبیلہ کندہ کے ابو قرہ نامی ایک شخص کی بیٹی سے شادی کی جب دلہن کے پاس گئے تو سب سے پہلے اس کو خطاب کر کے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا

کہ اگر اللہ تعالیٰ تم کو شادی کی استطاعت دے تو تم میاں بیوی اطاعت خداوندی کا عہد و پیمان کر لینا۔ دولہن نے کہا کہ اس وقت آپ میرے مالک ہو گئے ہیں آپ کا جو حکم ہو ماننا ضروری ہے، حضرت سلمان رضؓ نے کہا کہ اچھا اٹھو سب سے پہلے نماز پڑھی جائے۔ اور دعا کی جائے اس کے بعد دونوں میاں بیوی نماز و دعا میں مشغول ہو گئے۔ فراغت کے بعد حضرت سلمانؓ نے گھر کے اندر نظر دوڑائی تو پورا گھر پردوں سے مستور و مزین تھا۔ پوچھا تمہارے مکان کا یہ کیا حال ہے؟ کیا گرمی سے بچنے کیلئے در و دیوار پر پردے لٹکا دیئے گئے ہیں۔ یا تمہارے قبیلہ کندہ میں کعبہ آ گیا ہے۔ جس پر غلاف چڑھا ہوا ہے۔ جواب ملا کہ نہ دیوار گرم اور نہ ہی یہاں کعبہ ہے حضرت سلمانؓ نے کہا کہ جب تک دروازہ کے پردے کے علاوہ تمام پردے آتارے نہیں جائیں گے میں گھر کے اندرونی حصہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ (سنن بیہقی ج۷، صفحہ۲۹۷ اور سنن سعید بن منصور ج۳ قسم اول)

عہد صدیقی میں رومی نصاریٰ اور مسلمانوں میں جنگ ہوئی حضرت عکرمہ رضؓ اپنی بیوی ام حکیم رضؓ کے ہمراہ اس جنگ میں شریک تھے اور معرکہ احیار دین میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ام حکیم رضؓ نے اسی مقام پر عدت گذار کر حضرت خالد بن سعید بن عاصی رضؓ سے نکاح کر لیا۔ اس وقت مسلمانوں اور عیسائیوں میں معرکہ آرائی جاری تھی۔ اسلامی فوج نے مقام مرج الصفر میں پڑاؤ ڈالا۔ خالد بن سعید نے اسی جگہ رسم عروسی ادا کرنی چاہی۔ ام حکیم رضؓ نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی ذات سے فتح و نصرت حاصل ہونے تک رک جائیں تو بہتر ہے۔ خالد بن سعید نے کہا کہ میرا دل کہتا ہے کہ میں اسی معرکہ جہاد میں شہید ہو جاؤں گا۔ اس پر ام حکیم رضؓ بھی راضی ہو گئیں اور مرج الصفر میں ایک پل کے قریب یہ تقریب ہوئی۔ بعد میں یہ پل "قنطرہ ام حکیم" کے نام سے مشہور ہوا۔

دعوت ولیمہ میں پورا اسلامی لشکر شریک تھا۔ ابھی کھانے پینے سے فرصت بھی نہیں ہوئی تھی کہ رومیوں نے صف بندی شروع کر دی، اسلامی فوج بھی تیاری میں لگ گئی۔ نتیجہ میں ایک سخت معرکہ ہوا جس میں خالد بن سعید نے جام شہادت نوش کیا۔ شوہر کی شہادت عین اس وقت ہوئی

جبکہ ام حکیم اپنے رنگین کپڑوں میں دولہن بنی ہوئی بیٹھی تھیں۔ شوہر کی شہادت کی خبر سنتے ہی اپنے عروسی لباس کو سمیٹا اور جس خیمہ میں رات گذاری تھی اسی کے کھونٹے سے سات کافروں کو جہنم رسید کیا۔ (استیعاب ج ۲ صفحہ ۷۹۱)

حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ زبیر بن عوام سے میری شادی کے وقت ان کے پاس کچھ نہ تھا نہ مال و دولت، نہ ملازم، صرف ایک گھوڑا تھا میں ان کے گھر آکر گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے لگی، کھجور کے بیج کوٹتی، پانی بھرتی اور ڈول سی کر انتظام کرتی آٹا بھی خود ہی گوندھ لیا کرتی تھی، البتہ روٹی اچھی طرح نہیں پکا سکتی تھی، اسلئے انصاری پڑوسنیں روٹی پکا کر دیا کرتی تھیں۔ وہ سب بہت نیک عورتیں تھیں۔ گھر سے کچھ دور ایک جاگیر تھی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن عوام کو دیا تھا۔ میں وہاں سے کھجور کے بیج سر پر لایا کرتی تھی۔ ایک دن سر پر ٹوکری لے آرہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ مل گئے۔ آپ نے مجھے بلا کر محبت و شفقت اور دلجوئی کی باتیں کیں۔ اس واقعہ کے بعد میرے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ایک ملازم کو بھیج دیا جو گھوڑے کی دیکھ بھال کرنے لگا اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے والد نے مجھے آزادی بخش دی ہے۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ اور سنن بیہقی ج ۷ صفحہ ۲۹۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعود کی شادی حضرت زینب بنت معاویہ سے ہوئی اس وقت ابن مسعود کا کوئی خاص ذریعہ معاش نہیں تھا، زینب بنت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں آتے ہی تنگدستی آسانی سے یوں بدل گئی کہ وہ دستکاری جانتی تھی، اسی سے اپنے شوہر اور اولاد کی کفالت کرنے لگیں۔ ایک دن بیوی نے شوہر سے کہا کہ آپ اور آپ کے اولاد نے مجھے صدقات و خیرات سے روک دیا ہے جو کچھ کمائی ہوتی ہے آپ لوگوں پر خرچ ہو جاتی ہے۔ اس سے میرا کیا فائدہ ہوگا اور کیا ثواب ملے گا۔؟ شوہر نے کہا کہ تم اپنے ثواب کی کوئی صورت نکال لو مجھے تمہارا نقصان گوارہ نہیں ہے۔

اس گفتگو کے بعد حضرت زینب رضؓ نے خدمتِ نبویہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں دستکاری سے جو کچھ کماتی ہوں شوہر اور بال بچوں پر خرچ کر دیتی ہوں ۔ میرے شوہر کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں ہے اسلئے میں اپنی کمائی سے غرباء و مساکین کی خدمت نہیں کر سکتی ۔ کیا اس صورت میں مجھے ثواب ملے گا ۔؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تم کو اپنے شوہر وغیرہ کی خبرگیری کرنی چاہیئے ۔ تم کو اس میں بھی ثواب ملے گا ۔ (مسلم)

حضرت عاتکہ بنت زید قرشیہ رضؓ بڑی حسین وجمیل اور خوش اخلاق خاتون تھیں ۔ عبداللہ بن ابوبکر رضؓ کی شہادت کے بعد حضرت عمرؓ نے ان سے نکاح کر لیا تھا، ان کے ولیمہ میں حضرت عمر رضؓ نے خاص طور سے صحابۂ کرام کو مدعو کیا، اس تقریب میں حضرت علی بھی موجود تھے ۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ مجھے عاتکہ سے ملنے کی اجازت دیجئے ۔ اجازت ملنے پر حضرت علی نے پردہ کا کونا پکڑ کر عاتکہ سے کہا کہ تم کو وہ بات یاد ہے یا نہیں ۔ جسے تم نے اپنے شوہر عبداللہ بن ابوبکر کی شہادت پر ان کی جدائی اور غم میں کہا تھا ۔ اور تمہارا یہ شعر کہاں گیا ۔

فَآلَیْتُ لَا تَنْفَکُّ عَیْنِی حَزِیْنَۃٌ ؛ عَلَیْکَ وَلَا یَنْفَکُّ جِلْدِی اَغْبَرَا

یعنی میں نے قسم کھائی ہے کہ تمہارے غم میں میری آنکھ ہمیشہ اشکبار اور غمگین رہے گی اور میرا جسم میلا کچیلا رہے گا ۔ عاتکہ یہ شعر سن کر رو پڑیں، یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے حضرت علی رضؓ سے کہا آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ عورتیں اپنے شوہروں کی جدائی پر اسی طرح کرتی ہیں، چنانچہ حضرت عمرؓ کی شہادت پر بھی حضرت عاتکہ نے مرثیہ کہا ہے

عینُ! جودی بعبرۃ ونحیب ؛ لا تملی علی الامام النجیب

فجعتنی المنون بالفارس المد ؛ لحِ یوم الھیاج والتثویب

قل لاھل الضراء والبوس موتوا ؛ قد سقتہ المنون کاس شعوب

جیسا کہ معلوم ہوا حضرت عاتکہ رضؓ پہلے حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضؓ کی زوجیت میں تھیں ۔

شادی کے بعد زوجین میں اس قدر محبت اور دلبستگی بڑھ گئی کہ عبداللہ بعض اوقات جہاد میں جانے سے ہچکچانے لگے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صاحبزادے عبداللہ سے کہا کہ تم عاتکہ کو طلاق دیدو، کیونکہ اسی کی وجہ سے تم غزوات سے محروم ہونے لگے ہو، عبداللہ نے باپ کے حکم اور بیوی کی محبت کی کشمکش میں کچھ اشعار کہے۔ حضرت ابوبکر کا اصرار بڑھتا رہا یہاں تک کہ عبداللہ نے عاتکہ کو طلاق رجعی دیدی، مگر دل کی بے تابی اور تڑپ بڑھتی گئی ایک ابوبکر نے صاحبزادے کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سن لیا۔ ؎

ولم ار مثلی طلق الیوم مثلہا
ولا مثلہا فی غیر جرم تطلق

لہا خلق جزل، ورای ومنصب
وخلق سوی فی الحیاء مصدق

ان اشعار کو سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دل نرم ہوگیا اور عبداللہ کو رجعت کر لینے کا حکم دیدیا چنانچہ رجعت کے بعد حسب سابق زوجین ایک قالب دو جان بنکر زندگی بسر کرنے لگے۔ اسی درمیان میں غزوۂ طائف درپیش آیا، اور عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس میں شریک ہوئے۔ دوران جنگ عبداللہ کو دشمن کا تیر لگا جو مدینہ منورہ پہونچنے کے بعد جان لیوا ثابت ہوا۔ عاتکہ نے اس حادثۂ فاجعہ پر اپنے محبوب شوہر کا مرثیہ ان اشعار میں کہا

رزیت بخیر الناس بعد نبیہم ؛ وبعد ابی بکر وما کان قصرا
فآلیت لا تنفک عینی حزینۃ ؛ علیک، ولا ینفک جلدی اغبرا
فللہ عینا من رای مثلہ فتی ؛ اکر، واحمی فی الہیاج واصبرا
اذا شرعت فیہ الاسنۃ خاضہا ؛ الی الموت حتی یترک الرمح احمرا

(استیعاب ج ۲ صفحہ ۷۶۹)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسفر تھے۔ واپسی میں میں ایک تیز رفتار سواری پر تھا پیچھے سے کسی نے میرے اونٹ کو تیرہ سے چونکا دیا جس سے اونٹ اور تیز رفتار ہو گیا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کیوں تیز چل رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے نئی نئی شادی کی ہے آپ نے فرمایا کہ بن بیاہی دوشیزہ سے (باکرہ) یا شادی شدہ سے (ثیبہ) میں نے عرض کیا ثیبہ سے۔ ہم لوگ دن دن میں مدینہ منورہ پہونچنے والے تھے مگر آپ نے راستہ میں سب کو روک فرمایا کہ ہم کچھ رات گئے مدینہ میں داخل ہوں گے۔ تاکہ عورتیں بناؤ سنگھار کر لیں (بخاری و مسلم)

نیز حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم نے نکاح کر لیا۔؟ میں نے عرض کیا ہاں۔"

آپ نے فرمایا باکرہ سے یا ثیبہ سے۔؟ میں نے کہا ثیبہ سے۔

آپ نے فرمایا تم نے باکرہ سے شادی کیوں نہیں کی۔؟ زوجین میں خوش وقت زندگی بسر ہوتی۔ میں نے کہا کہ میرے والد غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور ۹ لڑکیاں چھوڑیں۔ یہ سب میری بہنیں ہیں۔ میں نے اچھا نہیں سمجھا کہ ان میں اور ایک ناتجربہ کار کا اضافہ کر دوں۔ بلکہ خیال ہوا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان بچوں کی دیکھ بھال کرے۔ ان کو نہلائے دھلائے۔ اور سر میں کنگھی کرے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا۔ (بخاری و مسلم شریف)

تمت بالخیر